رسائل و مسائل

چہرے کے بال نوچنا

سوال: اسلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک فطری دین ہے' انسانی فطرت کو ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے۔ ظاہر ہے جس خدا نے انسان کو تخلیق کیا ہے وہی اس کی فطرت کو بہتر جاننے والا ہے۔ پھر یہ کیا وجہ ہے کہ ایک طرف فطرت کی اتنی اہمیت اور دوسری طرف فطرت کے اتنا خلاف۔ مثال کے طور پر عورت کی فطرت میں یہ شامل ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنوارتی ہے اور اپنی خوب صورتی کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ چہرے کے بال نکالنا بھی اپنے آپ کو سنوارنے کا ایک حصہ ہے (جو کہ آج کل بہت دیکھنے میں آتا ہے)۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عورت کو چہرے کے بال نکالنے سے منع فرمایا گیا ہے؟ صحیح بخاری میں تو یہاں تک ہے کہ اس عورت پہ لعنت بھیجی گئی ہے جو اپنے چہرے کے بال نوچتی ہے؟ نیز یہ کہ اگر چہرے کے بال نوچنا ممنوع ہے تو کیا بازوؤں اور ٹانگوں کی "waxing" کی اجازت ہے؟ کیا چہرے کے وہ بال بھی نکالنا ممنوع ہیں جن سے مرد کی شباہت ہوتی ہے' مثلاً کچھ عورتوں کی بھنویں گھنی ہوتی ہیں' مونچھوں کی جگہ یا ٹھوڑی پہ بال ہوتے ہیں۔

جواب: آپ کا خیال درست ہے کہ اسلام دین فطرت ہونے کی بنا پر ہر اس کام کو پسند کرتا ہے جو تخلیق فطرت کے مطابق ہو اور ہر اس عمل سے روکتا ہے جو فطرت انسانی کے خلاف ہو۔ آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ عورت کی فطرت ہے کہ وہ اپنی خوب صورتی میں اضافہ چاہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر پہلی بات درست ہے تو ایک عورت کے لیے چہرے کے بال صاف کرنا ممنوع کیوں ہے؟ اور کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے ٹانگوں کے بالوں کی waxing بھی منع ہو گی؟ مزید یہ کہ کیا عورتوں کے لیے مونچھوں اور ٹھوڑی کے بال صاف کرنا بھی منع ہے؟

• پہلے تو یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ فطرت ہے کیا؟ کیا فطرت ہر الٹی سیدھی خواہش کا نام ہے جو دل میں وسوسے کے طور پر آ جاتی ہو؟ یا فطرت سے مراد وہ سیدھا اور صالح طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان بلکہ ہر مخلوق میں ودیعت کر دیا ہے' اور انسان کو چھوڑتے ہوئے تمام مخلوقات اس فطرت کی

بالالتزام پیروی کرتی ہیں۔ اس بات کو قرآن کریم نے "سنت اللہ" سے بھی تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم نے "سنت اللہ" کی اصطلاح کو ۲۰ کے قریب مقامات پر استعمال کیا ہے۔ اس میں قابل غور مقام سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۶۲ ہے جس میں فرمایا گیا: وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً ○ "اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے"۔ اس بات کو سورہ فاطر میں یوں فرمایا گیا: فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً ج (۳۵: ۴۳) اسی مضمون کو سورہ الفتح (۴۸:۲۳) اور بنی اسرائیل (۱۷:۷۷) میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ ان تمام مقامات پر یہ بات فرمائی گئی ہے کہ تم دیکھو کہ اللہ کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اس کے مقررہ اسوے، ضابطے، قوانین، فطری طریقے وہی ہیں جو ایک مرتبہ متعین کردیے گئے ہیں۔ سورہ الروم میں فطرت کے حوالے سے فرمایا گیا: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لاَ تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط (۳۰:۳۰) "قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی"۔ اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ: "اللہ کی بنائی ہوئی ساخت تبدیل ہی نہ کی جائے"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "بچہ جو کسی ماں کے پیٹ میں پیدا ہوتا ہے اصل انسانی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ ماں باپ ہیں جو اسے بعد میں عیسائی یا یہودی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں" (بخاری و مسلم)۔ گویا اگر انسان کو اس کی فطرت پر چھوڑ دیا جائے اور اس کے والدین، ماحول، روایات، رسوم اور توہمات اس پر کوئی اثر نہ ڈالیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرے گا اور فطری طور پر اچھائی کی طرف راغب ہو گا۔ گویا انسانی معاشرہ اور انفرادی زندگی میں خرابی پیدا ہونے کا اصل سبب اس صالح فطرت سے انحراف اور اس کے مطالبات کو نظرانداز کرتے ہوئے نفسانی خواہشات کی پیروی ہے۔

یہاں یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ فطرت کے بنائے ہوئے قوانین سے ہر انحراف، فطری ساخت کو بدلنے کی ہر کوشش انسان کے لیے نقصان دہ ہو گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ناک سانس لینے اور منہ کھانا کھانے کے لیے بنایا ہے اور انسان منہ سے سانس لینے اور ناک سے کھانا کھانا چاہے تو چاہے وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے، یہ عمل اس کی صحت، بقا اور خود اعضا کی کارکردگی کے منافی ہو گا۔

اس تمہید کے بعد اب اصل سوال کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں تین سوالات بنیادی ہیں: اولاً، کیا حدیث شریف میں چہرے کے بالوں سے مراد محض بھنویں ہیں یا اس میں عموم پایا جاتا ہے؟ ثانیاً، کیا اس ممانعت کا اطلاق جسم کے دیگر حصوں پر بھی ہو گا؟ اور ثالثاً، کیا ایک خاتون کا ٹھوڑی یا مونچھوں کے بالوں کو صاف کرنا خلاف فطرت قرار دیا جا سکتا ہے؟

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّامِصَةَ وَالْمُتَنَمِّصَةِ (ابوداود) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال نوچنے والی پر اور اس عورت پر جو کسی سے یہ خدمت